تحقیق و تحریر: سید عارف علی شاہ الحسینی

حرام چیز کو حلال کی طرف منسوب کرنا

یہ سب سے متعلق شرعی احکام

افتتاحیہ

کچھ عرصہ قبل ملائیشیا میں ایک ملٹی نیشنل فوڈ چین کی ایک پروڈکٹ Hot Dog کے نام پر ملائیشیا کے حلال تصدیقی ادارے جاکم (JAKIM) نے اعتراض اٹھایا۔ اگرچہ یہ پروڈکٹ کتے کے گوشت سے نہیں، بلکہ مرغی، گائے خنزیر وغیرہ کے حلال یا حرام گوشت کی بنتی ہے، تاہم Hot Dog کے نام سے مشہور ہے، لہذا اس کمپنی کو نام بدلنا پڑا، اس خبر کا سوشل میڈیا پر بہت چرچا ہوا۔ یہ جان کر افسوس ہوا کہ چند مسلمان صارفین بھی اس واقعہ پر جاکم (JAKIM) ادارے کا مذاق اڑا رہے تھے جو سراسر مسلمانوں کی حلال و حرام کے مسائل سے لاعلمی کی طرف اشارہ تھا۔

چنانچہ سنحہ پاکستان (SANHA PAKISTAN) کے شریعہ ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کی ہفتہ وار فقہی مجلس کے فیصلے کی روشنی میں مفتی سید عارف علی شاہ صاحب نے ”حلال شئی کا حرام نام رکھنا“ کے عنوان سے الحمد للہ ایک نہایت مفید تحریر تیار کی، جو اردو، عربی اور انگریزی تین زبانوں میں افادہ عام کے لیے ادارے کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ دسمبر 2016 میں عام کی گئی تاکہ مسلمان صارفین کو یہ معلوم ہو کہ کسی حلال چیز کو حرام نام دینا کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ خالص شرعی حکم کی خلاف ورزی ہے، نیز اس سلسلے میں جاکم (JAKIM) کا فیصلہ بالکل درست تھا۔

اس سال بندہ کا حلال میڈیسن اور کاسمیٹکس سے متعلق جاکم (JAKIM) کی طرف سے منعقدہ ایک تربیتی کورس کے لیے ملائیشیا جانا ہوا، ٹریننگ کے دوران جاکم (JAKIM) کے اہلکاروں نے اس واقعہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ جب اس قسم کے مسائل سامنے آتے ہیں تو جاکم (JAKIM) بحیثیت ادارہ اس سے کیسے نمٹتا ہے، گفتگو کے دوران بندہ نے عرض کیا کہ ہم نے بھی اس حوالے سے ایک تحقیقی مقالہ جاکم (JAKIM) کو امیل کیا تھا جو کہ ان کے علم میں تھا۔

کچھ عرصہ قبل ایک صاحب نے چند تصاویر میرے ساتھ شیئر کیں جو خالص شراب کی تھیں، پر اس کا نام ”حلال وائن“ تھا، یہ جان کر افسوس ہوا کہ حلال وائن کے نام سے مارکیٹ میں واقعی ایک مشروب موجود ہے، جبکہ مزید تعجب اور افسوس کی بات یہ تھی کہ اسے ایک مسلمان ملک سے باقاعدہ تسلیم شدہ حلال تصدیقی ادارے (Accredited Halaal Certification Body) کی طرف سے حلال کا سرٹیفکیٹ بھی جاری کیا گیا ہے۔ جس کا بظاہر مطلب یہ نکلتا ہے کہ شاید یہ حلال تصدیقی ادارہ شریعت کے اس حکم سے ناواقف یا غافل ہے جو کہ اس کی اہلیت پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔

جس طرح کسی حلال چیز کو حرام کا نام دینا شرعاً درست نہیں، اسی طرح کسی حرام چیز مثلاً شراب، خنزیر وغیرہ کو حلال کا نام دینا قطعاً ناجائز ہے، بلکہ یہ پہلی صورت کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے دوبارہ ہماری مینٹنگ ہوئی اور ہم نے اس مسئلہ پر بھی شرعی موقف پیش کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ ایسے غلطیوں کی اصلاح کا ذریعہ بن سکے ورنہ اگر حلال وائن کا دروازہ کھل گیا تو نعوذ باللہ حلال موسیقی، حلال خنزیر، حلال سود بھی مارکیٹ میں متعارف ہو جائیں گے جو نہ صرف اللہ کے حکم کی نافرمانی، بلکہ ایک بہت بڑا جرم اور دین کے ساتھ کھلامذاق ہو گا۔

چنانچہ مفتی سید عارف علی شاہ صاحب نے کئی ماہ کی بحث و تحقیق کے بعد پیش نظر تحریر مرتب کی، دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس تحریر کو امت کی اصلاح اور رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مفتی یوسف عبدالرزاق خان

چیف ایگزیکٹو، سنخا پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرام چیز کو حلال کی طرف منسوب کرنا

لیبلنگ سے متعلق شرعی احکام

اسلام میں نام کی اہمیت و افادیت

کسی بھی چیز کیلئے نام یا عنوان ایک تعارفی علامت ہے جس کی فطری اور معاشرتی ہر لحاظ سے اہمیت تسلیم شدہ ہے۔ ناموں کی اہمیت و افادیت سے کسی مذہب و ملت کو انکار نہیں۔ اسلام نے اس موضوع کو اور نمایاں کیا؛ چنانچہ اسلام نے جس خصوصیت اور اہمیت سے اس پہلو کی جانب توجہ دلائی، کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ ناموں کے حوالے سے کتب احادیث و فقہ میں وافر مقدار میں مواد دستیاب ہے۔ محدثین و فقہاء نے موضوع کے اہم ہونے کے پیش نظر اس کے لئے الگ ابواب و عنوانات قائم کئے ہیں؛ کیونکہ نام تعارفی علامت کے ساتھ ساتھ، انسان کے دین و عقیدہ کا مظہر اور اس کے مسلک و مشرب کا ایک نمایاں کردار ادا کرتا ہے اور اس اعتبار سے اسے شعار کا درجہ حاصل ہے؛ جس کی وجہ سے دیگر مذاہب و مسالک سے امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ناموں کے ذریعے ہی فرشتوں پر حضرت آدم علیہ السلام کا شرف ظاہر فرمایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ایک فضیلت نام سے ثابت فرمائی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کوئی بھی اس کے نام کا شریک نہیں تھا (بلکہ یہ ان کا خصوصی اور امتیازی نام ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ نام کو شریعت اسلامیہ میں عظیم نعمت کا درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی، اسلام کی جانب سے والدین پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ بچے کا اچھے نام رکھے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا خوبصورت نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔ علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ نام رکھنا واجب اور ضروری ہے۔ علامہ ماوردی لکھتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے ساتھ پہلا حسن سلوک یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھا جائے۔ (1)

حرام چیز کا حلال نام رکھنا:

کیا کسی حرام چیز کے نام کے ساتھ حلال لکھنا، ایسے ناموں پر مشتمل اشیاء کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا اور ایسی ناموں والی چیزوں کا مسلمانوں کے لیے شرعاً استعمال جائز ہے؟ مثلاً نعوذ باللہ حلال خنزیر، حلال شراب، حلال کتا، حلال واٹن، حلال بئیر،

الکو حل فری بئیر وغیرہ۔ اس سوال کے جواب میں کچھ تفصیل ہے۔ بنیادی طور پر اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں جس کا شریعت کی روشنی میں جائزہ لینا ضروری ہے:

پہلی صورت: قطعی حرام اشیاء:

- قطعی حرام چیز کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا۔
- قطعی حرام چیز کو استہزاء و تمسخر کے طور پر حلال کہنا یا لکھنا۔
- قطعی حرام چیز کے ناموں پر مشتمل مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

دوسری صورت: ظنی حرام اشیاء:

- ظنی حرام چیز کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا۔
- ظنی حرام چیز کو استہزاء و تمسخر کے طور پر حلال کہنا یا لکھنا۔
- ظنی حرام چیز کے ناموں پر مشتمل مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

تیسری صورت: عرف و کثرت استعمال کی وجہ سے معروف حرام اشیاء کے ساتھ مختص الفاظ

- معروف حرام چیز کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا۔
- معروف حرام چیز کو استہزاء و تمسخر کے طور پر حلال کہنا یا لکھنا۔
- معروف حرام چیز کے ناموں پر مشتمل مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

نوٹ:

- قطعی حرام چیز سے مراد وہ چیز ہے جس میں تین شرائط پائی جائیں ایک یہ کہ اس کی حرمت ایسی شرعی دلیل سے ثابت ہو جو اپنی ذات کے ثبوت کے اعتبار سے قطعی اور یقینی ہو، دوم یہ کہ وہ اپنے مفہوم پر دلالت کے اعتبار سے بھی قطعی اور یقینی ہو، سوم یہ کہ وہ حرام لعینہ ہو، جیسے قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت شدہ حرام اشیاء۔
- ظنی حرام چیز سے مراد وہ چیز ہے، جس میں قطعی حرام کی تین شرائط نہ پائی جائیں، یعنی یہ کہ اس کی حرمت قطعی اور یقینی شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو، بلکہ ظنی شرعی دلیل سے ثابت ہو، وہ اپنے مفہوم پر دلالت کے اعتبار سے بھی ظنی ہو، قطعی اور یقینی نہ ہو، نیز وہ حرام لعینہ نہ ہو، جیسے خبر واحد، قیاس وغیرہ سے ثابت شدہ حرام اشیاء۔ (2)

پہلی صورت (قطعی حرام اشیاء) کو حلال کہنے لکھنے کا شرعی حکم:

جس چیز کی حرمت قطعی ہو، مثلاً خنزیر، شراب (خمر)، خون، مردار، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور وغیرہ۔ اس کے بارے میں کسی مسلمان کا نعوذ باللہ! باوجود علم کے اپنے اختیار سے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا، کہنا یا استہزاء و تمسخر اڑانا، لکھنا یا تصدیق کرنا قطعاً جائز نہیں، بلکہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں ایمان جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ (3)

دوسری صورت (ظنی حرام اشیاء) کو حلال کہنے لکھنے کا شرعی حکم:

جس چیز کی حرمت ظنی ہو، مثلاً خنزیر، شراب (خمر)، خون، مردار، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کے علاوہ دیگر حرام اشیاء، جیسے جلالہ، سمکِ طافی، خمرِ اصلی کے علاوہ دیگر مسکرات وغیرہ۔ کسی مسلمان کا باوجود علم کے اپنے اختیار سے، کسی شرعی دلیل یا تاویل کے بغیر ان چیزوں کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا، استہزاء و تمسخر کے طور پر ان چیزوں کو حلال کہنا یا تصدیق کرنا یا حلال ڈیکلئر کرنا سخت ناجائز اور گناہ ہے۔ (4)

تیسری صورت عرف و کثرت استعمال کی وجہ سے متعارف حرام اشیاء کو حلال کہنے یا لکھنے کا شرعی حکم:

جو اشیاء حرام مشہور ہیں، جیسے وائن، بر وغیرہ، ان کے بارے میں باوجود علم کے اپنے اختیار سے، کسی شرعی دلیل یا تاویل کے بغیر ان چیزوں کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا، استہزاء و تمسخر کے طور پر ان چیزوں کو حلال کہنا یا تصدیق کرنا یا حلال ڈیکلئر کرنا شرعاً درست نہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ حلال بر (Halaal Beer) یا بر کے نام سے کسی چیز کو حلال سرٹیفائی کرنا؛ کیونکہ بر عرف عام میں ایک حرام نشہ آور مشروب کے لیے مشہور اور کثیر الاستعمال ہے۔

فائدہ: الکحل فری وائن (Alcohol Free Wine) یا حلال وائن نام رکھنے کا شرعی حکم:

شراب (خمر) بحیثیت مجموعی مکمل نجس اور حرام ہے، جو آج کل عرف عام میں وائن کے نام سے مشہور و معروف ہے، چونکہ عام طور پر مشہور یہ ہے کہ خمر یعنی شراب (Wine) نشہ کی وجہ سے حرام ہے اس لیے اگر اس میں سے نشہ کا سبب یعنی الکوحل کو ختم کیا جائے تو وہ حلال ہو جائے گا، حالانکہ شرعی اعتبار سے یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے اس لیے کہ شراب (خمر) میں حرمت کے دو سبب ہیں، ایک اس کا نشہ آور ہونا، دوسرا اس کا نجس العین ہونا۔ اس لیے اگر وائن میں سے الکوحل یا کسی بھی اور جزء مثلاً ٹارٹریک ایسڈ (Tartaric acid) وغیرہ کو ختم (Remove) کیا گیا، تو یہ نکالا ہو جزء اور بقایا مجموعہ بالاتفاق حرام ہے۔ البتہ اگر انقلاب ماہیت ہو جائے تو اس کا حکم الگ ہوگا۔

جمہور کے نزدیک ہر قسم کی نشہ آور چیز خمر کے مصداق و حکم (حرام اور نجس) میں داخل ہے جبکہ فقہ حنفی کے راجح قول کے مطابق صرف انگور اور کھجور سے بنی شراب کو خمر کا مصداق و حکم (حرام اور نجس) شامل ہے۔ جبکہ ان دو کے علاوہ دوسری نشہ آور

مشروبات نجس تو نہیں، لیکن نشہ کی وجہ سے حرام ہیں۔ تاہم فقہ حنفی میں انقلاب ماہیت یا ضرورت کی وجہ سے شرعاً جائز ضرورت و مقصد کے لیے ان دو کے علاوہ کی سخت شرائط کے ساتھ محدود گنجائش دی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں واضح ہوا کہ جمہور اور احناف سمیت تمام مکاتبِ فقہ کے نزدیک کسی مشروب کا نام الکحل فری وائٹ یا حلال وائٹ رکھنا درست نہیں، اس لیے کہ اس میں ایک معروف حرام چیز کو صراحتاً یا دلالہ حلال کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

مزید تفصیل کے لیے بندہ کی کتاب "الکحل سے متعلق شرعی احکام" کا مطالعہ فرمائیں۔

لیبلنگ سے متعلق شرعی احکام

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں لیبلنگ سے متعلق شرعی احکام کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- حلال مصنوعات کو حرام کا عنوان دینا، نام رکھنا یا حرام کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔
- حرام مصنوعات کو حلال کا عنوان دینا، نام رکھنا یا حلال کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔
- صانعین کے لیے ضروری ہے کہ لیبل پر مصنوعات کے اندر موجود تمام اجزاء ترکیبی، صانع کا نام اور پتہ وغیرہ مکمل معلومات واضح طور پر لکھیں تاکہ مسلمان صارف کسی بھی وجہ سے دھوکے کا شکار یا اکل حرام کامر تکب نہ ہو جائے۔
- صانعین کے لیے شرعاً ضروری ہے کہ اگر مصنوعات حلال تصدیق شدہ (Halaal Certified) ہوں تو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنے والے ادارے کا نام، "لوگو" واضح طور پر لکھیں تاکہ مسلمان صارف کسی بھی وجہ سے دھوکے کا شکار یا اکل حرام کامر تکب نہ ہو جائے۔
- مجموعی طور پر لیبلنگ اسلامی اقدار و روایات کے خلاف نہ ہو۔
- لیبلنگ میں کسی بھی ایسے لفظ یا جملے کا استعمال درست نہیں، جس کی شریعت میں اجازت نہ ہو۔
- مذکورہ بالا ناجائز صورتوں پر مشتمل لیبلنگ کی مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا شرعاً درست نہیں۔

شرعی دلائل و نظائر:

مذکورہ بالا شرعی احکام و مسائل کے شرعی دلائل و نظائر حسب ذیل ہیں:

قرآن مجید:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا زَاعِنًا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ } [البقرة: 104]

ترجمہ: ایمان والو! (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر) "راعنا" نہ کہا کرو، اور "انظرنا" کہہ دیا کرو اور سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ عربی اور عبرانی زبان میں اس لفظ کا تلفظ (Pronunciation) بالکل ایک جیسا تھا، عربی زبان میں اس کا مطلب اچھا تھا، "راعنا" کے معنی یہ ہیں کہ "ہماری رعایت فرمائیے"، لیکن یہی لفظ یا اس سے ملتا جلتا لفظ یہودیوں کی مذہبی زبان عبرانی میں ایک فحش گالی تھی، بعض مخلص مسلمان اس لفظ کو صحیح معنی میں استعمال کرتے تھے لیکن یہودیوں کی نیت خراب معنی کی تھی اور وہ مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے منع کیا۔ اور ہمیشہ کے لیے یہ سبق بھی دے دیا کہ ایسے الفاظ کا استعمال مناسب نہیں ہے جن میں کسی غلط مفہوم کا احتمال ہو، یا ان سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہو۔ (5)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر اپنے کسی جائز فعل سے دوسروں کی ناجائز کاموں کی گنجائش ملتی معلوم ہو تو یہ جائز فعل بھی اس کے لئے جائز نہیں رہتا۔۔۔۔ ایسے احکام کو اصول فقہ کی اصطلاح میں سد ذرائع سے تعبیر کیا جاتا ہے جو سبھی فقہاء کے نزدیک معتبر ہے خصوصاً حضرات حنابلہ اس کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ (6)

اسلام کی چودہ سو سال پہلے دی گئی ہدایت کو غیر مسلموں نے بھی اپنایا ہے چنانچہ جرمنی کے شہر کاسل میں عدالتی فیصلے کے مطابق والدین اپنے بچے کا نام لوسیفر (ابلیس) نہیں رکھ سکتے، لفظ لوسیفر کا لاطینی زبان میں مطلب 'صبح کا ستارہ' ہے لیکن اب یہ لفظ ابلیس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ 7

سنت:

حرام کو حلال کہنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لعن الله اليهود، حرمت عليهم الشحوم فجملواها، فباعوها» (8)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کریں (کیونکہ) ان پر چربی حرام کر دی گئی تھی تو انھوں نے (یہ حیلہ کیا کہ) چربی کو پگھلایا پھر بیچنے لگے (کہ اب تو حلال ہے)۔

محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے ہر ایسا کام ایسا حیلہ حرام ہے جس کے ذریعے کسی حرام چیز تک پہنچے کا ذریعہ ڈھونڈھا جائے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز کی محض شکل و صورت یا اس کا نام تبدیل ہونے سے اس کا شرعی حکم نہیں

بدلتا۔ (9)(10)

حرام کو حلال نام رکھنے اور اس کے استعمال کو رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانیوں اور قہر الہی کا سبب فرمایا ہے:

صحیح بخاری میں امام بخاری نے باب قائم کیا ہے: باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه
یعنی ان احادیث کا باب، جن میں ان لوگوں کا بیان ہے جو شراب یعنی خمر کو حلال کہیں گے اور اس کو دوسرے ناموں سے پکاریں
گے۔

اس باب میں امام بخاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلی حدیث ذکر کی ہے جس میں فرمایا کہ میری امت میں سے ایسی
قومیں ہوں گی جو زنا و بدکاری، ریشم، شراب، موسیقی کے آلات کو حلال کہیں گے۔ ایسی قوموں کو اللہ تعالیٰ قیامت تک بندر اور
خنزیر بنائیں گے۔ (11)

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دن رات کا نظام اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک وہ زمانہ نہیں آتا جب
تک میری امت کا ایک گروہ شراب کا نام تبدیل کر کے دوسرے ناموں کے ساتھ پینا شروع نہ کر دے۔ ان کے سامنے گانے
بجانے کے آلات بجائے جائیں گے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیں گے اور ان کو بندر اور خنزیر بنادیں گے۔
یعنی جب شراب کا نام تبدیل کر کے دوسرے ناموں کے ساتھ استعمال شروع نہ ہوگا۔ تو اللہ کا عذاب شروع ہوگا اور قیامت قائم
ہو جائے گی۔ (12)

مصنوعات کا ایسا نام رکھنا جائز نہیں کہ جس سے مسلمان صارفین کے دھوکے یا گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو:

مصنوعات کا ایسا نام رکھنا جس کی وجہ سے صارفین کے دھوکے کھانے کا خطرہ ہو، ایسا عمل درست نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے گئے، ایک
شخص کو دیکھا جو گندم کا ڈھیر لگا کر بیچ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ گندم اچھی لگی اور اس کی قیمت پوچھی، تو اس نے بتادی
، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرکھنے کے لیے اس ڈھیر میں ہاتھ داخل فرمایا، تو نیچے سے گندم گیلی تھی (جبکہ اوپر
خشک تھی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کہ یہ کیا معاملہ ہے (نیچے سے گیلی اور اوپر سے خشک)؟ اس شخص
نے جواب دیا کہ رات کو بارش ہوئی تھی جس کا پانی اس کو لگ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو
گیلی گندم اوپر کیوں نہیں رکھی تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے؟ یاد رکھو! کہ جس نے بھی دھوکہ کیا، وہ میری امت میں سے
نہیں۔ (13)

فقہ اسلامی:

استعمال حرام (حرام کو بغیر شرعی دلیل کے حلال سمجھنا) کفر ہے:

امت مسلمہ کے علماء کرام، مفسرین حضرات، محدثین عظام اور فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جس چیز کو شریعت اسلامیہ میں قطعی دلیل کے ساتھ حرام کیا گیا اور کوئی مسلمان باوجود علم کے اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھے تو ایسا مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (14)

تشبہ بالحرام (حرام سے مشابہت) حرام ہے:

کسی جائز چیز کو حرام یا حلال و حرام کا مخلوط نام دینا تشبہ بالحرام ہے اور تشبہ بالحرام حرام ہے۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ جس طرح کسی حرام فعل کا ارتکاب حرام ہے اسی طرح کسی حرام کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا بھی حرام ہے، چنانچہ جن روایات میں شراب کے مروجہ برتنوں کے استعمال سے منع کیا گیا ہے اس کی تشریح میں بعض فقہاء کرام نے یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ اس میں تشبہ بالحرام کی وجہ سے روکا گیا ہے۔ (15)

تحقیق و تحریر: مفتی سید عارف علی شاہ الحسینی
رکن شعبہ شرعی تحقیق

SANHA Halal Associates Pakistan

بدھ، 18 جولائی، 2018

04 ذوالقعد، 1439

تصدیق از اراکین شرعی شعبہ تحقیق:

SANHA Halaal Associates Pakistan

مفتی شعیب عالم

مولانا محمد سعید نو لکھی

مفتی یوسف عبدالرزاق

مفتی محمد ابراہیم فضل خالق

مفتی احسن ظفر

ملخص از: اسلام میں نام رکھنے کا نظام، ارشاد احمد قاسمی <http://urdu.millattimes.com/22444.php> 1

2 أصول فخر الإسلام (14 / 292)

الأدلة السمعية أنواع أربعة: قطعي الثبوت والدلالة كالنصوص المتواترة، وقطعي الثبوت ظني الدلالة كآليات المؤولة، وظني الثبوت قطعي الدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها قطعي وظني الثبوت والدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها ظني فبالأول يثبت الفرض وبالتالي والثالث يثبت الوجوب وبالرابع يثبت السنة والاستحباب ليكون ثبوت الحكم بقدر دليله. أيضا في رد المختار: (26 / 294)

3 الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) (2 / 292)

مطلب: استحلال المعصية القطعية كفر لكن في شرح العقائد النسفية: استحلال المعصية كفر إذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي، وعلى هذا تفرع ما ذكر في الفتاوى من أنه إذا اعتقد الحرام حلالا، فإن كان حرمة لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر وإلا فلا بأن تكون حرمة لغيره أو ثبت بدليل ظني. وبعضهم لم يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وقال من استحل حراما قد علم في دين النبي - عليه الصلاة والسلام - تحريمه كنتكاح الحرام فكافر. اه. قال شارحه المحقق ابن الغرس وهو التحقيق. وفائدة الخلاف تظهر في أكل مال الغير ظلما فإنه يكفر مستحله على أحد القولين. اه. وحاصله أن شرط الكفر على القول الأول شيان: قطعية الدليل، وكونه حراما لعينه. وعلى الثاني يشترط الشرط الأول فقط وعلمت ترجيحها، وما في البرزانية مبني عليه.

لسان الحكم (ص: 415): ومنها أن من اعتقد الحرام حلالا أو على القلب يكفر أما لو قال حرام هذا حلال لترويج السلعة أو بحكم الجهل لا يكون كفرا

البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (1 / 207)

الفصل الثاني في ألفاظ الكفر من اعتقد الحرام حلالا أو على القلب يكفر إذا كان حراما لعينه وثبتت حرمة بدليل مقطوع به، أما إذا كان حراما لغيره بدليل مقطوع به أو حراما لعينه بأخبار الآحاد لا يكفر إذا اعتقده حلالا اه.

البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (5 / 17)

ثم اعلم أن مسائلهم هنا تدل على أن من استحل ما حرمه الله على وجه الظن لا يكفر، وإنما يكفر إذا اعتقد الحرام حلالا لا إذا ظنه حلالا

البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (5 / 132)

والأصل أن من اعتقد الحرام حلالا فإن كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر. وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعيا كفر وإلا فلا وقيل التفصيل في العالم أما الجاهل فلا يفرق بين الحلال والحرام لعينه ولغيره وإنما الفرق في حقه وإنما كان قطعيا كفر به وإلا فلا فيكفر إذا قال الخمر ليس بحرام وقيد بعضهم بما إذا كان يعلم حرمتها لا بقوله حرام ولكن ليست هذه التي تزعمون أنها حرام ويكفر من قال إن حرمة الخمر لم تثبت بالقرآن ومن زعم أن الصغائر والكبائر حلال

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) (1 / 297)

قال في البحر عن الخلاصة: من اعتقد الحرام حلالا أو على القلب يكفر إذا كان حراما لعينه وثبتت حرمة بدليل قطعي. أما إذا كان حراما لغيره بدليل قطعي أو حراما لعينه بإخبار الآحاد لا يكفر إذا اعتقده حلالا. اه ومثله في شرح العقائد النسفية

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) (4 / 24)

مطلب إذا استحل الحرام على وجه الظن لا يكفر كما لو ظن علم الغيب وعلم من مسائلهم هنا أن من استحل ما حرمه الله تعالى على وجه الظن لا يكفر، وإنما يكفر إذا اعتقد الحرام حلالا

الفتاوى الهندية (2 / 273): من أكل طعاما حراما، وقال: عند الأكل بسم الله حكى الإمام المعروف بمشتملي أنه يكفر

فائدة: مذكوره مسئله کے برعکس کہ اگر کوئی کسی قطعی حلال چیز کو ان شرائط کے ساتھ حرام کہے، لکھے، تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

4 الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) (4/ 223)

ثم نقل في نور العين عن رسالة الفاضل الشهير حسام جلي من عظماء علماء السلطان سليم بن بايزيدخان ما نصه إذا لم تكن الآية أو الخبر المتواتر قطعي الدلالة أو لم يكن الخبر متواترا، أو كان قطعيا لكن فيه شبهة أو لم يكن الإجماع إجماع الجميع أو كان ولم يكن إجماع الصحابة أو كان ولم يكن إجماع جميع الصحابة أو كان إجماع جميع الصحابة ولم يكن قطعيا بأن لم يثبت بطريق التواتر أو كان قطعيا لكن كان إجماعا سكوتيا ففي كل من هذه الصور لا يكون الجحود كفرا يظهر ذلك لمن نظر في كتب الأصول فاحفظ هذا الأصل فإنه ينفعل في استخراج فروعه حتى تعرف منه صحة ما قيل، إنه يلزم الكفر في موضع كذا، ولا يلزم في موضع آخر. اهـ. [تنبیه] في البحر والأصل أن من اعتقد الحرام حلالا فإن كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر وإن كان لعينه فإن كان دليلا قطعيا كافر، وإلا فلا وقيل التفصيل في العالم أما الجاهل فلا يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وإنما الفرق في حقه أن ما كان قطعيا كافر به وإلا فلا فيكفر إذا قال الخمر ليس بحرام وتماه فيه

5 (لمخص از آسان ترجمه قرآن)، مفتي محمد تقی عثمانی

6 (قرطبي) (تفسير معارف القرآن: صفحہ نمبر: 112، از مکتبہ جبریل)

تفسير الطبري = جامع البيان ت شاكر (2/ 464)

قيل: الذي فيه من ذلك، نظير الذي في قول القائل: "الكرم" للعنب، و"العبد" للمملوك. وذلك أن قول القائل: "عبدى" لجميع عباد الله، فكره للنبي صلى الله عليه وسلم أن يضاف بعض عباد الله - بمعنى العبودية - إلى غير الله، وأمر أن يضاف ذلك إلى غيره، بغير المعنى الذي يضاف إلى الله عز وجل، فيقال: "فتناي". وكذلك وجه نهي في "العنب" أن يقال: "كرم" خوفا من توهم وصفه بالكرم، وإن كانت مُسَكَّنَةً، فإن العرب قد تسكن بعض الحركات إذا تابعت على نوع واحد. فكره أن يتصف بذلك العنب. فكذلك نهي الله عز وجل المؤمنين أن يقولوا: "راعنا"، لما كان قول القائل: "راعنا" محتملا أن يكون بمعنى احفظنا وتحفظك، وارقبنا ونرقيبك.

تفسير الطبري = جامع البيان ت شاكر (2/ 465)

وأما القول الآخر الذي حكي عن عطية ومن حكي ذلك عنه: أن قوله: (راعنا)

كانت كلمة لليهود بمعنى السب والسخرية، فاستعملها المؤمنون أخذًا منهم ذلك عنهم، فإن ذلك غير جائز في صفة المؤمنين: أن يأخذوا من كلام أهل الشرك كلاما لا يعرفون معناه، ثم يستعملونه بينهم وفي خطاب نبيهم صلى الله عليه وسلم. ولكنه جائز أن يكون ذلك مما روي عن قتادة، أنها كانت كلمة صحيحة مفهومة من كلام العرب، وافقت كلمة من كلام اليهود بغير اللسان العربي، هي عند اليهود سب، وهي عند العرب: أرعني سمعك وفرغه لتفهم عني. فعلم الله جل ثناؤه معنى اليهود في قيلهم ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم، وأن معناها منهم خلاف معناها في كلام العرب، فهي الله عز وجل المؤمنين عن قيلها للنبي صلى الله عليه وسلم، لئلا يجترئ من كان معناه في ذلك غير معنى المؤمنين فيه، أن يخاطب رسول الله صلى الله عليه وسلم به. وهذا تأويل لم يأت الخبر بأنه كذلك، من الوجه الذي تقوم به الحجة. وإذا كان ذلك كذلك، فالذي هو أولى بتأويل الآية ما وصفنا، إذ كان ذلك هو الظاهر المفهوم بالآية دون غيره.

وقد حكي عن الحسن البصري أنه كان يقرؤه: (لا تقولوا راعنا) بالتنوين، بمعنى: لا تقولوا قولاً "راعنا"، من "الرعوثة" وهي الحمق والجهل. وهذه قراءة لقراء المسلمين مخالفة، فغير جائز لأحد القراءة بما لشذوذها وخروجها من قراءة المتقدمين والمتأخرين، وخلافها ما جاءت به الحجة من المسلمين.

تفسير الطبري = جامع البيان ت شاكر (2/ 470)

وفي هذه الآية دلالة بينة على أن الله تبارك وتعالى نهي المؤمنين عن الركوع إلى أعدائهم من أهل الكتاب والمشركين، والاستماع من قوتهم، وقبول شيء مما يأتونهم به على وجه النصيحة لهم منهم، بإطلاعه جل ثناؤه إياهم على ما يستبطنه لهم أهل الكتاب والمشركون من الضغن والحسد، وإن أظهروا بألسنتهم خلاف ما هم مستبطنون.

7 <https://www.dw.com/ur/a-41131350> آپ اپنے بچے کا نام 'ابلیس' نہیں رکھ سکتے، جرمن حکام

8 صحيح البخاري (4/ 170): أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «لعن الله اليهود، حرمت عليهم الشحوم فجملوها، فباعوها»

9 حاشية السندي على سنن ابن ماجه (2/ 331)

وفي هذا إبطال كل حيلة يتوصل بها إلى محرم وأنه لا يتغير حكمه بتغير هيئته وتبديل اسمه.

10 تبسير العلام شرح عمدة الأحكام (ص: 728)

ما يستفاد من الحديث: تحريم المعاملة بالخمير، ببيع، أو شراء، أو عمل، أو إعانة، بأي نوع كان.، تحريم الخيل، فإن الله تعالى لما حرم الخمر، حرم ثمنه الذي هو وسيلة إليه.، من باعه فقد شابه اليهود الذين - لما حرمت عليهم الشحوم - أذابوها وباعوها، وكلوا ثمنها، حيلةً ومخادعة.، أن كل محرم ثمنه حرام، لأنه لا يباح التوصل إليه بأي طريق.

11 صحيح البخاري (7/ 106)

5590 - وقال هشام بن عمار: حدثنا صدقة بن خالد، حدثنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، حدثنا عطية بن قيس الكلبي، حدثنا عبد الرحمن بن غنم الأشعري، قال: حدثني أبو عامر أو أبو مالك الأشعري، والله ما كذبتني: سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: " ليكونن من أمتي أقوام، يستحلون الحر والحرير، والخمر والمعازف، ولينزلن أقوام إلى جنب علم، يروح عليهم بسارحة لهم، يأتيهم - يعني الفقير - حاجة فيقولون: ارجع إلينا غدا، فيبيتهم الله، ويضع العلم، ويمسح آخرين قردة وخنازير إلى يوم القيامة"

[تعليق مصطفى البغا] [ش (الحر) الفرج وأصله الحرح والمعنى أنهم يستحلون الزنا، (المعازف) آلات اللهو، (علم) جبل أو هو رأس الجبل، (يروح عليهم) أي راعهم، (بسارحة) بغنم، (فيبيتهم الله) يهلكهم في الليل، (يضع العلم) يدك الجبل ويوقعه على رؤوسهم، (يمسح) يغير خلقتهم، (قردة وخنازير) يحتمل أن يكون هذا على الحقيقة ويقع في آخر الزمان ويحتمل المجاز وهو تبدل أخلاقهم ونفوسهم]

12 سنن ابن ماجه (2/ 1123)

عن أبي أمامة الباهلي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا تذهب اللبائي والأيام، حتى تشرب فيها، طائفة من أمتي الخمر، يسمونها بغير اسمها» [شرح محمد فؤاد عبد الباقي] [ش - (يسمونها بغير اسمها) أي يبدلون اسمها ليبدلوا بذلك حكمها.] [حكم الألباني] صحيح

سنن ابن ماجه (2/ 1333)

عن أبي مالك الأشعري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ليشربن ناس من أمتي الخمر، يسمونها بغير اسمها، يعزف على رؤوسهم بالمعازف، والمغنيات، يخسف الله بهم الأرض، ويجعل منهم القردة والخنازير»

[شرح محمد فؤاد عبد الباقي] [ش - (يعزف على رؤوسهم بالمعازف) في النهاية العزف اللعب بالمعازف وهي الدفوف وغيرها مما يضرب.] [حكم الألباني] صحيح

(13) صحيح مسلم للنيسابوري (1/ 69) ، مستدرک الحاكم (3/ 9) ، سنن أبي داود للسجستاني (3/ 287)، غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: 202)

14 الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) (4/ 223)

ثم نقل في نور العين عن رسالة الفاضل الشهير حسام جلبي من عظماء علماء السلطان سليم بن بايزيدخان ما نصه إذا لم تكن الآية أو الخبر المتواتر قطعي الدلالة أو لم يكن الخبر متواترا، أو كان قطعيا لكن فيه شبهة أو لم يكن الإجماع إجماع الجميع أو كان ولم يكن إجماع الصحابة أو كان ولم يكن إجماع جميع الصحابة أو كان إجماع جميع الصحابة ولم يكن قطعيا بأن لم يثبت بطريق التواتر أو كان قطعيا لكن كان إجماعا سكوتيا ففي كل من هذه الصور لا يكون الجحود كفرا يظهر ذلك لمن نظر في كتب الأصول فاحفظ هذا الأصل فإنه ينفك في استخراج فروع حتى تعرف منه صحة ما قيل، إنه يلزم الكفر في موضع كذا، ولا يلزم في موضع آخر. اهـ. [تنبيه] في البحر والأصل أن من اعتقد الحرام حلالا فإن كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر وإن كان لعينه فإن كان دليلا قطعيا ككفر، وإلا فلا وقيل التفصيل في العالم أما الجاهل فلا يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وإنما الفرق في حقه أن ما كان قطعيا ككفر به وإلا فلا فيكفر إذا قال الخمر ليس بحرام وتماه فيه

15 درر الحکام شرح غرر الأحكام (2/ 88)

(والانتباز) أي حل اتخاذ النبيذ (في الدباء) وهو القرع (والختم) وهو الجرة الخضراء (والمزفت) وهو الظرف المطلي بالزفت (والنقير) وهو ظرف يكون من الخشب المنقور فإن هذه الظروف كانت محتصة بالخمير فلما حرمت حرم النبي - صلى الله عليه وسلم - استعمال هذه الظروف إما

لأن فيه تشبها بشرب الخمر وإما لأن فيها أثر الخمر فلما مضى مدة أباح النبي - صلى الله عليه وسلم - استعمالها وأيضا يبالغ في ابتداء تحريم شيء ويشدد لبيتركه الناس مرة فإذا تركوه واستقر الأمر يزول التشديد

العناية شرح الهداية (2/ 372) : التشبه بالحرام حرام

البنية شرح الهداية (4/ 100) : التشبه بالحرام حرام

حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح (ص: 678) : التشبه بالحرام حرام

اللباب في شرح الكتاب (1/ 173) : التشبه بالحرام حرام

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (5/ 117)

(وأما) ظروف الأشربة المحرمة فيباح الشرب منها إذا غسلت إلا الخنزف الجديد الذي يتشرب فيها على الاختلاف الذي عرف في كتاب الصلاة، والأصل فيه قول النبي - عليه الصلاة والسلام - «إني كنت نهيتمكم عن الشرب في الدباء والحنتم والمزفت، ألا فاشربوا في كل ظرف» فإن الظروف لا تحل شينا ولا تحرمه